۴۰ سورہ مؤمن

مکی ہے[1] اس کے حروف ۴۹۷۰ کلمات ۱۱۹۹ آیات ۸۵ ہیں۔ (نیشاپوری) عبد اللہ[2]

بن عباس نے فرمایا کہ ہر چیز کے لئے مغز ہے اور قرآن کا مغز حوامیم ہیں۔ رسول[3] اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ آیت الکرسی اور حٰمٓ۔ مؤمن پڑھے تو اُس دن ہر برائی سے محفوظ رہیگا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ غَافِرِ الذَّنۡۢبِ وَ قَابِلِ التَّوۡبِ شَدِیۡدِ الۡعِقَابِ ۙ

ذِی الطَّوۡلِ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ ﴿۳﴾ قرآن کا نازل کرنا اللہ کی طرف سے ہے جو غالب باخبر ہے

گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنیوالا سخت عذاب کرنیوالا بڑا فضل کرنیوالا۔ اُس کے سوا کوئی معبود

نہیں۔ اُسی کی طرف (سبکو) لوٹ کر جانا ہے یعنی گذشتہ گناہ بخشنے والا اور آیندہ اگر توبہ کرو تو[4]

[1] بعضوں نے ان الذین یجادلون کی آیت کو مدنی کہا ہے۔ (خفاجی) [2] ابن کثیر۔ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ حوامیم دیباج ہیں۔ (ابن کثیر) دیباج چہرہ کو کہتے ہیں (غیاث) [3] ابوبکر بزار۔ ترمذی (ابن کثیر) حٰمٓ۔ حروف مقطعات سے ہے۔ بعضوں نے کہا حٰمٓ اللہ تعالےٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ ابو داؤد و ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آجکی رات اگر تم پر شب خون کریں تو کہو حٰمٓ لا ینصرون۔ (ابن کثیر) ذی الطول۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما یعنی السعۃ والغنی وھکذا قال مجاھد وقتادۃ۔ وقال قتادۃ ایضاً ذی النعم والفواضل (ابن کثیر) [4] بعضوں نے کہا کہ جو بے توبہ مر جائے تو اُسے بخشنے والا ہوں اور جو توبہ کرلے تو اُسے قبول کرنیوالا ہوں۔ غرض گنہگار کو دونوں حالتوں میں اپنی رحمت کا امیدوار بنایا۔ ۱۲

قبول کرنے والا ہے۔ اور متمردوں سرکشوں کے لئے سخت عذاب کرنے والا ہے۔ اور صاحبِ فضل بھی ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ بندوں کا انجام کار اللہ تعالےٰ کے فضل پر مبنی ہے جسطرح اسکی ابتدا بھی مغفرت و قبولِ توبہ سے ہے۔ اب درمیان میں جو عذاب ہے اس سے اللہ تعالےٰ ہمیں بچائے۔ اس لئے مسلمان ہمیشہ دوزخ میں نہ رہیں گے برخلاف کافروں کے کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ اس لئے کہ نہ تو وہ توحید کو مانتے ہیں۔ اور نہ انھیں حشر ومعاد

۴ کا اقرار ہے۔ بلکہ حق بات کو رد کرتے ہیں جسطرح ارشاد ہے۔ مَا يُجَادِلُ فِيٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝ وہی اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں جو کافر ہیں پس (اے شخص) تجھے انکا شہروں میں چلنا پھرنا دھوکے میں نہ ڈالے (کہ انپر عذاب ہوگا) یعنے ناحق جھگڑنا اور قرآنی آیات کو شعر وسحر کہنا یہ ان کے کفر کا سبب ہے۔ جو موجب خرابی دنیا وآخرت ہے۔ رہا یہ کہ اب جو انھیں مہلت دیگئی ہے اور تجارت وغیرہ کے لئے شہر بشہر پھر کر کچھ تھوڑا سامال وسامان فراہم کرلیا ہے اسکا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ انجامِ کار ہلاکی ہے۔ چنانچہ اُن کے پہلے جو کافر تھے انکا بھی

۵ یہی حال ہوا۔ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۠ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۭ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ

كلمتُ [illegible] جمع ہے۔

تقلبهم فی البلاد۔ اخرج عبد الرزاق وعبد بن حميد عن قتادة انه قال اقبالهم وادبارهم وتقلبهم فی اسفارهم (منثور) ليدحضوا۔ دحضت حجته بطلت وبابه خضع۔ ودحضت رجله زلقت (مختار) دحوض۔ باطل شدن حجت۔ ادحاض متعدی منه۔ دحض۔ لغزیدن پاے (صراح)۔ ۱۲

رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوٓا أَنَّهُمْ أَصْحٰبُ النَّارِ۝ ان سے پہلے نوح کی قوم نے اور ان کے بعد
اور جماعتوں نے (بھی انبیا کو) جھٹلایا۔ اور ہر گروہ نے اپنے رسول کے گرفتار کرنیکا ارادہ
کیا۔ اور بیہودہ باتوں سے جھگڑے کئے تاکہ اس (کے ذریعہ) سے حق (بات) کو مغلوب کریں
تو میں نے انھیں (ہلاک کرنے کے لئے) گرفتار کیا تو میری سزا دہی کیسی ہوی۔ اور (اے نبی)
اسی طرح تمھارے پروردگار کا قول کافروں پر صادق آگیا کہ وہ دوزخی ہیں۔ **بعد تنبیہ و تہدید**
کفار کے ایمانداروں کو اس طرح بشارت دیتا ہے کہ اگر یہ ذلیل کفار تمھارے دشمن ہیں تو کیا
ہوا۔ وہ بزرگ فرشتے جو حامل عرش ہیں تمھارے لئے بخشش چاہتے ہیں اور ترقی درجات کی
دعا کرتے ہیں۔ اَلَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهٖ وَ
يَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ اٰمَنُوا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا
سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ۝ رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ۨالَّتِي وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ
مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَأَزْوٰجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۝ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۚ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ

يُؤْمِنُونَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُونَ۔ يُؤْمِنُونَ میں تعظیم لامر اللہ ہے۔ يَسْتَغْفِرُونَ میں شفقت علی خلق اللہ۔ اہل تحقیق نے کہا کہ ملائکہ کا یہ استغفار معذرت کے قایم مقام ہے اُس اعتراض کے باعث جو انہوں نے پیدایش آدم پر کیا تھا۔ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً اس میں اسطرف اشارہ ہے کہ دعا پر حمد و ثنا مقدم ہے۔ وَمَنْ صَلَحَ۔ فراو زجاج نے کہا کہ ضمیر ادخلهم پر معطوف ہے۔ یہ فرشتوں کی جانب سے دعا ہے کہ اہل جنت کے قرابت داروں کو بھی جنت میں داخل فرما تاکہ انکی خوشی پوری ہو جائے۔ العزيز الحكيم۔ عزیز میں اسطرف اشارہ ہے کہ سب پر غالب ہے کیونکہ اگر اسطرح نہوتا تو مطلوب حسب منشاء حاصل نہوتا۔ اگر حکیم نہوتا تو وضع الشئ فی غیر موضعہ ممکن تھا۔

یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ جو (فرشتے) عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں
اور جو اس کے گرداگرد ہیں اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ[1] (اسکی) تسبیح کرتے ہیں اور اسپر
ایمان رکھتے اور ایمانداروں کے لئے بخشش چاہتے ہیں۔ اور (کہتے ہیں کہ) اے ہمارے
پروردگار تو (اپنی) رحمت و علم سے ہر چیز پر حاوی ہے۔ تو جن لوگوں نے توبہ کی اور تیری راہ
کی پیروی کی ہو انھیں بخشدے اور انھیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ ای ہمارے پروردگار
انھیں ہمیشہ رہنے کے باغوں میں داخل کر جن کا تونے اُن سے وعدہ فرمایا ہے۔ اور انکے
باپ دادا اور انکی بیبیوں اور اولاد میں سے جو نیک ہوں (انھیں بھی اُن سے ملادے)[2]
بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔ اور انھیں برائیوں سے محفوظ رکھ۔ اور جسے تو اس دن
برائیوں سے محفوظ رکھے بیشک تو نے اسپر (بڑا) رحم کیا۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ فرشتے
مسلمانوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور حدیث میں آیا ہے[3] کہ جو کوئی مسلمان بیٹھ پیچھے اپنے

[1] یعنے تسبیح جو نقایص پر دال ہے۔ اور تحمید جو مقتضی اثبات صفات مدح ہو دونوں کو جمع کرتے ہیں (ابن کثیر) [2] تا ایک جا سے جمع ہونے سے خوش ہو جائیں جس طرح دوسری آیت میں فرمایا۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ۔ یعنے سبکو ایک منزل میں برابر کر دیں گے۔ بلند درجہ والیکو کم درجہ والے کے پاس نہ اتاریں گے۔ بلکہ جس کے عمل ناقص ہیں اُسے اس سے ملادیں گے جسکے عمل بہت ہیں۔ یہ صرف اسکا فضل ہوگا۔ سعید بن جبیر نے فرمایا جب مسلمان جنت میں داخل ہوگا تو اپنے باپ اور بیٹے اور بھائی کو پوچھیگا کہ وہ کہاں ہیں۔ کہا جائیگا کہ وہ عمل میں تمھارے درجے کو نہیں پہنچے ہیں۔ کہیگا کہ میں نے تو عمل اپنے اور اُن کے لئے ہی کیا تھا۔ پھر وہ سب ایک درجہ میں مل جائیں گے۔ پھر سعید بن جبیر نے یہ آیت ربنا وادخلھم جنات عدن الخ پڑھی (ابن کثیر) ۱۲ [3] صحیح مسلم (ابن کثیر) ۱۲

بھائی کے لئے دعا کرے فرشتے اسپر آمین کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ تجھے بھی
اسی قدر عنایت فرمائے۔ یہ مسلمانوں کے لئے سعادت ابدی ہے۔ برخلاف کافروں کے
کہ انکے لئے شقاوت ابدی ہے۔ جسطرح ارشاد ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰہِ
اَکْبَرُ مِنْ مَّقْتِکُمْ اَنْفُسَکُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَی الْاِیْمَانِ فَتَکْفُرُوْنَ ○ بیشک جو لوگ کافر ہیں انہیں
(قیامت میں) پکار کر کہدیا جائیگا تم جو (اسوقت عذاب دیکھکر) اپنی جانوں سے بیزار ہو
اللہ (تم سے) اس سے زیادہ بیزار تھا جس وقت تم ایمان کیطرف بلائے جاتے تھے تو کفر
کرتے تھے۔ کافر جواب دیں گے۔ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَفْنَا
بِذُنُوْبِنَا فَھَلْ اِلٰی خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ ○ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہمیں دوبار
بے جان کیا اور دوبار تو نے ہمیں زندہ کیا۔ تو ہم نے اپنے گناہوں کا اقرار کرلیا۔ اب بھلا
(ہمارے) نکلنے کی کوئی راہ ہے؟ یعنے تو نے پہلے بے جان نطفہ بنایا پھر اس میں جان ڈالکر
دنیا میں زندہ رکھا۔ پھر تو نے مارا۔ پھر تو نے زندہ کیا۔ تجھ میں ہر طرح کی قدرت ہے۔ ہمیں اب

لمقت اللہ۔ الخ۔ قال قتادۃ لمقت اللہ اھل الضلالۃ حین عرض علیھم الایمان فی الدنیا فترکوہ وابوا ان یقبلوا اکبر مما مقتوا انفسھم حین عاینوا عذاب اللہ یوم القیمۃ۔ وھکذا قال الحسن البصری ومجاھد والسدی وغیرھم (ابن کثیر) مقتہ ابغضہ من باب نصر (مختار) مَقْت دشمن گرفتن۔ (صراح) اثْنَتَیْنِ۔ یہ اسلئے منصوب ہے کہ مفعول مطلق مقدر کی صفت ہے۔ یعنے اماتتین اثنتین۔ اسی طرح احیاتین اثنتین ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ قَالُوْا رَبَّنَا کی آیت مثل اس آیت کے ہے کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۔ اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ نے فرمایا (ابن کثیر)

عذاب سے بچا کر دنیا میں لوٹا دے۔ اور ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار بھی ہے ہم سے پھر ایسا
نہ ہوگا۔ اللہ تعالے انکا جواب اشارۃً اس طرح ادا فرماتا ہے۔ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ
كَفَرْتُمْ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝ یہ (ہمیشہ کا عذاب) اس لئے تم پر ہے
کہ جب صرف اللہ کی یاد کیجاتی تھی تو تم کفر کرتے تھے۔ اور اگر اسکے ساتھ شرک کیا جاتا تھا تو
تم ایمان لاتے تھے۔ اب اللہ برتر بزرگ ہی کی حکومت ہے یعنے تمھاری جبلت میں کفر و
شرک ہے۔ اگر تم لوٹائے بھی جاؤ گے تو پھر وہی شرک کروگے۔ اس لئے جو ہمارا حکم ہے وہ
عین عدل ہے۔ اسی وجہ سے اللہ بزرگ و برتر کے حکم میں کسیطرح کا نقصان نہیں۔ وہ مخلوق
کی سمجھ کا نقصان ہے۔ بعد بیان شرک کفار دلائل توحید کا ذکر فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِيْ
يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ۭ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ۝ وہی ہے جو تمھیں اپنی
(قدرت) کی نشانیاں دکھاتا ہے۔ اور تمھارے لئے آسمان سے روزی اتارتا ہے۔ اور
نصیحت نہیں اتاہے مگر جو (اللہ کی طرف) رجوع کرتا ہے۔ پھر اپنی طرف رجوع ہونیوالو
کو اس طرح حکم فرماتا ہے۔ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ رَفِيْعُ
الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝

سه وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ۔ ارشاد پاک ہے۔ یوم التلاق۔ ابن عباس نے فرمایا کہ یوم التلاق قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے (ابن کثیر) تلاقی کے معنے ملنے کے ہیں۔ کیونکہ روز قیامت میں۔ ارواح و اجساد۔ اہل زمین و آسمان۔ معبود و عابد۔ اعمال نامے اور عامل باہم ملیں گے۔ (بیضاوی)

40

يَوْمَ هُم بَارِزُونَ ۚ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ الْيَوْمَ

تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۞ پس تم اللہ کی عبادت

کرو (اسطرح) کہ اسی کے لیے عبادت کو خالص کرنے والے ہو۔ اگرچہ کافر برا مانیں۔ (وہ)

بڑا عالی مرتبہ صاحب عرش ہے۔ اپنے بندوں میں سے جسپر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی بھیجتا ہے تا

کہ (لوگوں کو پیغمبر) قیامت کے دن سے ڈرائے۔ جس دن کہ وہ (اپنی قبروں سے) باہر

آجائیں گے۔ انکی کوئی بات اللہ پر مخفی نہیں ہے۔ (اللہ فرمائیگا) کہ آج کسکی بادشاہت

ہے (پھر خود ہی جواب دیگا کہ) اکیلے اللہ ہی کی ہے جو (سب پر) غالب ہے۔ آج ہر شخص کو

اُس کے عمل کا بدلا دیا جائیگا۔ آج کچھ ظلم نہ ہوگا۔ بیشک اللہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔

یعنے ایسی خالص عبادت کرو جس میں کسی قسم کی ریا نہ ہو عبادت اسی کے لئے سزاوار

ہے جو ایسا بلند مرتبہ ہے کہ عرش جو تمام محسوسات سے بلند ہے اسی کے قبضہ قدرت میں ہے

بعض بندوں کو وحی بھیجکر انکے مرتبے بھی بلند فرماتا ہے تاکہ وہ اپنے اتباع کو بھی قیامت سے

ڈراکر بلند مرتبہ بنائیں کہ جس روز ان کے اعتقادات و اعمال خدائے تعالے سے پوشیدہ

نہ رہ سکیں گے۔ اس دن کوئی کسی چیز کا مالک نہ ہوگا۔ اسی لئے ارشاد ہوگا۔ لِمَنِ الْمُلْكُ

الْيَوْمَ۔ یعنے آج کسکی بادشاہت ہے۔ اسوقت کوئی جواب دینے والا نہ ہوگا بلکہ سب فنا

ہوجائیں گے تو خود ہی جواب دیگا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ پھر بھی ہر ایک پر بقدر استحقاق

ہوگا۔ اسی لئے فرماتا ہے کہ ہر ایک شخص کو اُس کے اعمال کے موافق بدلہ دیگا۔ کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائیگا۔ یہانتک کہ اللہ تعالےٰ حساب بھی جلد لیگا۔ تا آخیرِ حساب میں تکلیف نہ ہو۔ اگرچہ حساب جلد ہوگا لیکن نفسِ حساب سے دل کانپ اٹھتا ہے۔ اس لئے اُسدن سے خوف دلاتا ہے۔

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۗ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ۝ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۝ وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ۗ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ۗ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝

(اے نبی) تم انھیں قیامت کے دن سے ڈراؤ۔ جبکہ (لوگوں کے) دل گلوں کے پاس آجائیں گے اس حال میں کہ وہ خاموش ہوں گے (اُسدن) ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا۔ نہ سفارشی جسکی بات مانی جائے۔ اللہ آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے۔ اور وہ چیز بھی)

آیت ۱۸ تا ۲۰

تَدْعُوْنَ نافع اور ہشام کے نزدیک خطاب سے

یوم الاٰزفۃ۔ قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اور چونکہ قیامت نزدیک ہے اس لئے یہ نام رکھا گیا (ابن کثیر) اَزِفَ۔ بالتحریک نزدیک آمدن کوچ وشتافتن از سمع (صراح) اذ القلوب۔ یوم سے بدل ہے۔ الحناجر۔ جمع حنجرۃ وھی رأس الغلصمۃ من خارج (مفردات) والغلصمۃ لحم بین الرأس والعنق (خفاجی) حنجرہ بفتح الحاء والجیم ای گلوگاہ (صراح) حنجرہ۔ حلق۔ گلا۔ نرخرہ (نصیر) کاظمین۔ ساکتین (ابن کثیر) والکظوم احتباس النفس۔ ویعبر بہ عن السکوت (مفردات) کاظمین۔ اصحاب قلوب سے حال ہے۔ بطور حمل علی المعنیٰ۔ اس لئے کہ معنی قلوبہم یا حناجرہم ہے۔ پھر الف لام عوض ضمیر مضاف الیہ لایا گیا۔ اور مضاف الیہ سے حال ہونا تین صورتوں میں جایز ہے۔ جبکہ مضاف عامل ہووے۔ یا اُسکا جز ہووے۔ یا مثل جز ہووے اور یہ دوسری قسم سے ہے۔ اور اسکا عامل ظرف یا اُسکا متعلق ہے (خفاجی) خائنۃ الاعین۔ ای النظرۃ الخائنۃ للاعین وہ صفت ہے واسطے موصوف مقدر یعنی لفظ نظرۃ کے اور خیانت کی نسبت نظر کی طرف مجازاً ہے۔ اسلئے کہ جو خائن ہے وہ ناظر ہے ۱۲

سلہ یہ معنی مجازی ہیں۔ اور متن میں حقیقی معنے ہیں۔

جو سینوں نے چھپائی ہیں۔ اور اللہ انصاف سے حکم دیتا ہے اور وہ (مشرک) خدا کے سوا جنھیں
پوجتے ہیں کچھ حکم نہیں دیتے۔ بیشک اللہ ہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔ کافروں کو قیامت کے
روز ایسا خوف ہوگا کہ اُنؑ کے دل حلق تک آجائیں گے نہ باہر نکل سکیں گے نہ اپنی جگہ پر
پھر سکیں گے اور شدتِ غم سے بیقرار ہوں گے۔ اور ہر طرح کی بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے
پھر اللہ تعالےٰ اپنے علم کو بیان فرماتا ہے کہ تمھاری چوری کی نگاہ اور تمھارے دل کے خطرات
اور ارادے بھی اوس سے چھپ نہیں سکتی اسی لئے عدل سے فیصلہ فرمائیگا۔ بر خلاف بتوں کے کہ
وہ جماد ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ سمیع ہے۔ آنکھوں کی چوری تک پہچانتا ہے۔ اور وہ بصیر ہے جو
کچھ وہ کرتے ہیں دیکھتا ہے۔ جو لوگ کہ نامحرم عورتوں کو یا امردوں کو شہوت کی نگاہ سے دیکھتے
ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جمالِ الٰہی کا مشاہدہ کرتے ہیں تو انھیں چاہئے کہ شیر خوار لڑکے میں بھی
اُسی جمال کو دیکھیں لیکن یہ صرف نفس کی مکاری ہے شیخ سعدیؒ۔

؎۱ قتادہ اور عکرمہ وسدی وغیرہ (ابن کثیر) ؎۲ بعضوں نے کہا یہ کنایہ انکی سخت تکلیف سے یا شدتِ خوف سے ہے (خفاجی)
؎۳ چوری کی نظر کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک مثال میں بیان فرمایا۔ کہ جیسے ایک شخص کسی کے گھر میں گیا جس میں ایک
خوبصورت عورت بھی موجود ہے یا ایک جماعت میں بیٹھا ہے سامنے سے کوئی خوبصورت عورت گذری تو اُن لوگوں سے شرم کر کے
اُسے نہیں دیکھتا۔ لیکن انکی غفلت کو تاک کر گوشۂ چشم اور کن انکھیوں سے اسکی طرف دیکھتا جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے
کہ اسکے دل میں ایسا بدخیال ہے کہ موقع پاوے تو اسکی شرمگاہ تک دیکھے (ابن کثیر از ابن ابی حاتم) ابن ابی شیبہ ابن منذر وغیرہ (در) اور ابن
عباس نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ چوری کی نظر سے آگاہ ہے کہ خیانت اسکا ارادہ ہے یا نہیں۔ یہی مجاہد اور قتادہ کا قول ہے۔ ابن عباسؓ سے
روایت ہے کہ اللہ اُس چیز سے بھی واقف ہے جو سینوں نے چھپائی ہے۔ یعنے اگر تجھکو اس عورت پر قدرت ہوتی تو تو اُسکے ساتھ زنا
کرتا یا نہ کرتا۔ اور سدی نے کہا کہ وسوسہ بھی اسمیں داخل ہے۔ (ابن کثیر) ۱۲

چرا طفل یک روزہ ہوشش نبرد	کہ در صنع دیدن چہ بالغ چہ خرد
محقق ہمی بیند اندر ابل ۞	کہ در خوبرویان چین و چگل

جب کفار کو احوال آخرت سے خوف دلایا تو اب احوال دنیا سے خوف دلاتا ہے۔ اَوَلَمۡ
یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ کَانُوۡا ہُمۡ
اَشَدَّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً وَّ اٰثَارًا فِی الۡاَرۡضِ فَاَخَذَہُمُ اللّٰہُ بِذُنُوۡبِہِمۡ ؕ وَ مَا کَانَ لَہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مِنۡ منکم شامی ساتھ خطاب کے
وَّاقٍ ۝ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ کَانَتۡ تَّاۡتِیۡہِمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَکَفَرُوۡا فَاَخَذَہُمُ اللّٰہُ ؕ اِنَّہٗ قَوِیٌّ
شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ۝ کیا یہ لوگ زمین میں نہیں پھرے کہ دیکھتے جو لوگ ان سے پہلے تھے انکا انجام واق مکی ساتھ زیادتی یا کے وقف میں۔
کیا ہوا۔ وہ باعتبار قوت کے اور نشانیوں کے جو زمین میں ہیں (اونچے اونچے قلعے وغیرہ)
ان سے بہت بڑھے ہوئے تھے۔ پس اللہ نے انھیں اُن کے گناہوں کے سبب سے گرفتار کرلیا
اور انھیں کوئی اللہ (کے عذاب) سے بچانے والا نہ ہوا۔ یہ گرفتاری اس سبب سے تھی کہ انکے
پاس ان کے رسول معجزے لیکر آئے تو انہوں نے انکار کیا۔ پس اللہ نے انھیں گرفتار کیا۔
بیشک وہ قوت والا سخت عذاب کرنیوالا ہے۔ چنانچہ انھیں معذب لوگوں میں سے بعضوں کا
حال اسطرح بیان فرماتا ہے۔ وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰی بِاٰیٰتِنَا وَ سُلۡطٰنٍ مُّبِیۡنٍ ۙ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ

اٰثارًا فی الارض۔ زمین کی نشانیاں۔ مکانات، شہر، باولیاں وغیرہ ہیں۔ سلطان۔ حجۃ اور دلیل

فرعون وھامان۔ فرعون مصر کے شہروں میں قبطیوں کا بادشاہ تھا۔ اور ہامان اوسکا وزیر تھا۔ ۱۲

وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا
اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ۭ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ
ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ
الْفَسَادَ ۝ بے شک ہم نے موسےٰ کو اپنے معجزات اور روشن دلیل کے ساتھ بھیجا۔ فرعون
وہامان وقارون کی طرف تو انھوں نے کہا کہ یہ جھوٹا جادوگر ہے۔ پھر جب موسیٰ ہماری طرف سے (دین) حق
لیکر انکے پاس آئے تو انہوں نے کہا جو لوگ موسیٰ کے ہمراہ ایمان لائے ہیں انکے بیٹوں کو قتل کر دو اور انکی لڑکیوں کو
زندہ چھوڑ دو (اللہ فرماتا ہے) اور کافروں کا مکر بیکار ہی ہے۔ اور فرعون نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو کہ میں موسیٰ کو قتل
کروں اور (اسے) چاہیئے کہ اپنے پروردگار کو پکارے۔ اس لیئے کہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمھارا دین
بدل ڈالے یا زمین میں فساد برپا کرے۔ فرعون[1] حضرت موسےٰ علیہ السلام کے پیدا ہونیکے پہلے بنی
اسرائیل کے لڑکوں کو مار ڈالتا تھا اس خیال سے کہ کہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وجود اسکی زوال سلطنت
کا باعث ہو۔ اور لڑکیونکو چھوڑ دیتا تھا۔ اور اب یہ دوسری مرتبہ قتل ہے۔ لیکن اسکی مراد حاصل نہوئی اور جو
مکر وہ کرتو کی اسمیں آپ ہی گرفتار ہوا۔ فرعون[2] نے لوگونکو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کی یہ وجہ بتلائی کہ

وَاَنْ ... يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ...

قارون۔ فرعون کے زمانہ میں ایک مالدار شخص تھا۔ ضلال۔ بالفتح ضایع شدن وگم شدن ومغلوب شدن (صراح) ذَرُوْنِیْ۔
تقول ذرہ ای دعہ وھو یذرہ ای یدعہ۔ ولا یقال منہ وذرہ ولا واذر ولکن ترکہ وھو تارکہ (مختار) قاموس
میں لکھا ہے کہ اسکی ماضی و مصدر و اسم فاعل نہیں ہے۔ [1] اخرج عبد الرزاق و عبد بن حمید عن قتادہ قال ھذا بعد
قتل الاول (در) [2] یہ تو وہی مثل صادق آئی جو کہا جاتا ہے کہ صار فرعون مذکرا یعنی واعظا یعنے فرعون اپنی قوم پر
مہربان ہوکر موسیٰ علیہ السلام سے ڈراتا ہے کہ وہ کہیں انکا دین نہ بگاڑ دیں۔ ۱۲

وہ تمہارا دین بگاڑ دیگا اور دنیا میں فساد پھیلائیگا۔ جب حضرت موسیٰ نے اُس خبیث کے ارادۂ

قتل کو پایا تو اپنے پروردگار کی پناہ لی۔ وَقَالَ مُوسَىٰٓ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ ۲۷

بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اور موسیٰ نے (جواب میں) کہا کہ بیشک میں ہر ایسے تکبر کرنیوالے (کے شر) سے جو قیامت پر

ایمان نہ لائے اپنے پروردگار اور تمہارے پروردگار کی پناہ لے چکا ہوں جن و انس کے شر سے حفاظت کیلئے بہتر طریقہ یہی ہے جو

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اختیار فرمایا کہ اپنے ربِّ عزّ و جل کی پناہ لی اور ایک شخص جو پوشیدہ ایمان لایا تھا اُنکی طرفداری میں

اسطرح تقریر کی۔ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُم ۲۸

بِالْبَيِّنَاتِ مِن رَّبِّكُمْ ۖ وَإِن يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ ۖ وَإِن يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُم بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ

مُؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آل فرعون میں سے یہ مومن جن کی تعریف اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمائی ہے اس امت کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ افضل ہیں کیونکہ وہ تو اپنا ایمان چھپاتا تھا اور یہ ظاہر فرماتے تھے (کبیر) عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے پوچھا کہ مشرکوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کونسی چیز سب سے زیادہ سخت معاملہ کیا اس سے مجھے آگاہ فرمائیے۔ آپنے فرمایا کہ ایک وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحن کعبہ میں نماز پڑھتے تھے کہ یکایک عقبہ بن معیط آیا اور آنحضرت کا مونڈھا پکڑ کر گردن مبارک میں کپڑا ڈالکر اس زور سے اینٹھا کہ آپکا گلا گھٹنے لگا۔ (جان کے خوف سے ہم میں سے کسی کو مجال نہ تھی کہ کچھ بولیں) یکایک ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور عقبہ کا مونڈھا پکڑ کر اسے آنحضرت سے دور کیا اور یہ کہتے جاتے تھے۔ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَّبِّكُمْ (ابن کثیر از بخاری) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک روز خطبہ میں فرمایا کہ اے لوگو مجھے بتلاؤ کہ سب سے زیادہ شجاع کون ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ہیں۔ فرمایا کہ میں نے جس شخص سے میدان میں مقابلہ کیا تھا اوس سے برابر انصاف کیا تھا۔ لیکن مجھے یہ بتلاؤ کہ سب سے زیادہ کون شجیع ہے۔ عرض کیا گیا کہ ہم نہیں جانتے آپ ہی فرمائیے۔ آپنے فرمایا کہ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں چنانچہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپکو قریش کے مشرکوں نے گھیر لیا۔ ہاتھ اور زبان سے آپ کو تکلیف دیتے اور یہ بکتے جاتے تھے کہ تو ہی وہ شخص ہے جو ہمکو ہمارے آلہ سے منع کرتا اور ایک اِلٰہ بتاتا ہے۔ واللہ ہم میں سے کسی کو جرأت نہوئی کہ آپکے پاس جائے مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کہ کبھی اس مشرک کو مارتے اور کبھی اس مشرک کو اور یہ کہتے جاتے تھے کہ اے ظالمو تمہارا بُرا ہو اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی چادر کا کنارہ منہ پر ڈال کر اسقدر روئے کہ آپکی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ پھر فرمایا کہ اے لوگو میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ بھلا مومن آل فرعون بہتر تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ کسی نے جواب نہ دیا تو فرمایا کہ کیوں جواب نہیں دیتے۔ سنو واللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک گھڑی ایسے مومن آل فرعون کی ذات سے بہتر تھی۔ وہ مومن تو اپنا ایمان چھپاتا تھا۔ اور یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو اپنے ایمان کا اعلان فرماتے تھے۔ (رواہ بزار و ابو نعیم در) اَنْ يَّقُوْلَ۔ اس کے پہلے حرف لام مقدر ہے اسکا حذف اَنْ اور اِنْ کے ساتھ مطرد ہے۔ یا وقت ان یقول ہے۔ جس میں مضاف مقدر ہے۔ ۱۲

اور فرعون کے لوگوں میں سے ایماندار مرد جو اپنے ایمان کو چھپاتا تھا بولا کہ کیا تم ایسے شخص کو مار ڈالتے ہو جو کہتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے۔ حالانکہ تمھارے رب کے پاس سے تمھارے پاس معجزے لیکر آیا ہے۔ اور (بالفرض) اگر وہ جھوٹا ہے تو اسپر اس کے جھوٹ کا وبال ہے۔ اور اگر وہ سچا ہے تو کچھ اس (عذاب) سے تمھیں پہنچیگا جس سے وہ تمھیں ڈراتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ اس شخص کو جو حد سے گذرنے والا بڑا جھوٹا ہے ہدایت نہیں کرتا۔ یہ شخص فرعون کا چچیرا بھائی تھا۔ اور اللہ تعالٰے کے لئے اپنی جان کی پروا نہ کرکے ایسے ظالم بادشاہ کے سامنے حق کلمہ کہدیا۔ کہ جو شخص اپنا پروردگار اللہ کو بتلائے اُسے مارنا نہایت ہی بری بات ہے۔ اور اسکی حقیت کی دلیل اظہار خوارق و معجزات ہے۔ اور آخر آیت میں حقیت موسٰے کی اس بات سے تاکید کی کہ اللہ تعالٰے مسرف و کذاب کو ہدایت نہیں دیتا۔ اور انھیں تو بڑے بڑے معجزات عنایت فرمائے ہیں۔ پھر وہ مومن اللہ تعالٰے کی نعمتوں کو یاد دلاتا ہے اور ان کے زوال سے ڈراتا ہے۔ یٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ۭ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ

لہ اسی طرح سدی نے کہا اور اسکو ابن جریر نے اختیار کیا (ابن کثیر) ؎ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ بادشاہ ظالم کے سامنے عدل کی بات کہنا افضل جہاد ہے (ابن کثیر) ظٰهِرِيْنَ۔ غالبین۔ عالین۔ تُظْهِرِ۔ چیرہ شدن۔ (صراح) مَآ اُرِيْكُمْ۔ رویۃ۔ دیدن بچشم متعدی الی مفعول و دانستن متعدی الی مفعولین۔ (صراح) اسکا دوسرا مفعول الا ما ارٰی ہوگا ابن کثیر نے کہا ما اشیر علیکم الا ما اراہ لنفسی ۱۲

وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ مِّثْلَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ ۙ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ

نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ۝ اے میری قوم

آج تمہارے لئے بادشاہی ہے۔ تم زمین (مصر) میں غالب ہو۔ پھر اگر ہمارے پاس اللہ کا

عذاب آجائے تو ہماری کون مدد کریگا۔ فرعون بولا کہ میں تمھیں وہی (راہ) دکھاتا ہوں

جو میں دیکھ رہا ہوں۔ اور تمھیں سیدھا راستہ ہی دکھاتا ہوں۔ اور وہ شخص جو ایمان لا چکا

تھا (لوگوں سے) کہنے لگا کہ اے میری قوم بیشک میں ڈراتا ہوں اُن امتوں جیسے روز (بد)

سے کہ تم پر (کہیں نہ آئے) جیسا نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ان لوگوں کا حال (ہوا)

جو ان کے بعد ہوئے۔ اور اللہ تو بندوں پر کسی طرح کا ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ جب وہ مومن

عذابِ دنیا سے ڈرا چکا اب عذاب آخرت سے ہی ڈراتا ہے۔ وَیٰقَوْمِ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ

یَوْمَ التَّنَادِ ۙ یَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ ۚ مَا لَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ

یوم الاحزاب۔ یوم سے مراد ایام اُمم ماضیہ ہے یعنے ان کے وقایع عظیم اور عقوباتِ خوفناک بطورِ ذکرِ محل اور ارادہ حال کے۔ اور ہر حزب یعنے گروہ کو ایک دن علیحدہ ہے۔ اس لئے یوم کی جمع نہیں کی گئی۔ مثل۔ یہ بدل ہے مثل اول سے۔ داب۔ قال ابن عباس حال (ابن جریر) عادت۔ وکارہ وقد یحرک (صراح) لہ یعنے ارض مصر (ابن جریر) یوم التناد۔ یعنے قیامت کا دن (اسکے معنی ایک دوسرے کو باہم پکارنا) قیامت کا نام اس لئے تناد رکھا گیا کہ جب زمین کو زلزلہ ہوگا تو لوگ اس واقعہ سے پریشان ہو کر بھاگیں گے۔ اور ایک دوسرے کو پکاریں گے۔ ضحاک نے کہا کہ جہنم کو دیکھ کر پکاریں گے یا یہ کہ ہر ایک کو اس کے عمل سے پکارا جائیگا۔ جنت والوں کو اہل جنت کہکر۔ اور دوزخ والوں کو اہل دوزخ کہکر۔ یا یہ کہ جنتی دوزخیوں کو اور دوزخی جنتیوں کو۔ اور اعراف والے دونوں کو پکاریں گے جس طرح سورۂ اعراف میں ہے۔ بغوی نے فرمایا کہ ان اقوال کے لحاظ سے یوم التناد نام رکھا گیا۔ اور یہی قول عمدہ اور بہتر ہے (ابن کثیر) یوم تولون۔ یوم التناد سے بدل ہو

مِنْ هَادٍ ۝ اے میری قوم بے شک میں تم پر قیامت کے دن (کے آنے) کا خوف کرتا ہوں
جس دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے تمھیں اللہ (کے عذاب) سے کوئی بچانے والا نہیں۔ اور
جسے اللہ گمراہ کرے تو اسکا کوئی ہدایت کرنے والا نہیں۔ پھر ایک سابق کا قصہ یاد دلا
نصیحت کرتا ہے۔ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا
جَآءَكُمْ بِهٖ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ
مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۝ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ
مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ
جَبَّارٍ ۝ اور تم اس سے پہلے یوسف تمہارے پاس معجزات لیکر آچکے تو تم ہمیشہ اس سے جو
وہ تمہارے پاس لائے تھے شک میں رہے۔ یہاں تک کہ جب انہوں نے انتقال کیا
(تو تم نے کہا کہ اللہ ان کے بعد ہرگز کوئی رسول نہ بھیجیگا۔ اسی طرح اللہ اس شخص کو
گمراہ کرتا ہے جو حد سے گذرنے والا شک کرنے والا ہے۔ وہ لوگ اللہ کی آیتوں میں بغیر
کسی سند کے جو انھیں پہونچی ہو جھگڑا کرتے ہیں اللہ کے نزدیک اور ایمان والوں کے
نزدیک (انکا یہ جھگڑا) بہت ہی ناپسند ہے۔ اسیطرح اللہ ہر متکبر (اور) سرکش کے دل پر
مہر کرتا ہے اللہ تعالے اسیوقت دل پر مہر فرماتا ہے جب دل میں تکبر اور سرکشی کی صفت

قلبٍ بصریین نے اسی کو تنوین سے پڑھا ہے قلب تکبر کی صفت سے موصوف ہے کیونکہ وہی منبع ہے یا باعتبار صاحب قلب کے بحذف مضاف ۱۲

زلتم۔ زال سے ہے۔ ضد ثبت۔ اے دمتم۔ لہ الذین مبتدا بحذف مضاف اور اسکی خبر کبر ہے۔ یعنے وجدال الذین یجادلون کبر مقتا (بیضاوی) ۱۲

پیدا ہوتی ہے۔ فرعون بھی انھیں لوگوں میں سے ہے جب ہی تو سرکشی کر رہا ہے۔ وَ

قَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ

اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ

السَّبِيْلِ ۭ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ۝ اور فرعون نے کہا اے ہامان میرے لئے

ایک بہت بلند مکان بنا تاکہ میں رستوں میں پہونچوں (یعنے) آسمانوں کے رستوں

میں پھر میں موسیٰ کے خدا سے مطلع ہوں۔ اور (یہ) اس لئے کہ میں انھیں جھوٹا سمجھتا ہوں

اور اسیطرح فرعون کے لئے اُسکے بُرے عمل اچھے دکھلائے گئے۔ اور سیدھی راہ سے

روک دیا گیا۔ اور فرعون کا مکر بیکار ہی تھا۔ اُسے[۱] عالیشان عمارت بنانے سے یہ غرض تھی

کہ رعیت کو دھوکے میں ڈالے اور لوگ سمجھیں کہ یہ ایسا کام کر رہا ہے جس سے موسےٰ علیہ السلام

صَرْحًا۔ صرح کوشک وبنائے بلند۔ صروح جمع (صراح) صرح محل۔ بلند مکان۔ بنارعالی۔ (غیاث) الاسباب

قال سعید بن جبیر وابوصالح ابواب السمٰوٰت وقیل طرق السمٰوٰت (ابن کثیر) سبب رسن۔ وہرچیز بداں

بدیگرے پیوستہ شود۔ وپیوند خویشی۔ اسباب جمع۔ اسباب السموات۔ نواحیہائے آسمان (صراح) پہلے الاسباب کو مبہم لاکر پھر اسکی

توضیح کرنے میں اس کی شان کی تفخیم ہے۔ اور سامع کو اسکی معرفت کی جانب شوق دلانا ہے۔ تَبَاب۔ قال ابن عباس رضی اللہ

عنہما ومجاهد یعنی فی خسار (ابن کثیر) تباب۔ زیان وہلاک شدن۔ یقال منہ تبت یداہ از ضرب (صراح) [۱]

یعنے رصد ایک بلند مکان میں بنا کر اس سے احوال کواکب جو اسباب سماویہ حوادث ارضیہ پر دلالت کرتے ہیں پہچان لوں کہ آیا اللہ تعالےٰ

نے موسےٰ کو رسول بنا کر بھیجا ہے یا نہیں۔ یا یہ کہ اللہ تعالےٰ نے اسے بے عقل بنا دیا جس سے وہ یہ حماقت کا کام کرنے تیار ہو گیا۔

یعنی اللہ تعالےٰ سے مطلع ہونا چاہتا ہے۔ یا رعیت کو دھوکا دینے کے لئے اسطرح کیا۔ اسکا بیان سورۂ قصص میں گذر چکا ہے۔

[illegible] ۱۲

قَاَطَّلِعُ سوائے حفص کے سب قرّاء رفع عین

کی تکذیب ہوگی۔ پھر اس مومن نے فرعون کی گفتگو سن کر اسطرح نصیحت کی۔ وَقَالَ الَّذِیْٓ
اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ ۝ یٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ
هِیَ دَارُ الْقَرَارِ ۝ مَنْ عَمِلَ سَیِّئَةً فَلَا یُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ یُرْزَقُوْنَ فِیْهَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ اور ایمان دار شخص نے
کہا اے میری قوم میری پیروی کرو میں تمھیں سیدھی راہ دکھلاؤنگا۔ اے میری قوم یہ دنیا
کی زندگی تو تھوڑی پونجی اور چند روزہ ہے اور بیشک آخرت ہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔
جس نے برا کام کیا تو اُسے اسی کے برابر بدلہ دیا جائیگا۔ اور جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا
عورت اور وہ ایماندار ہو تو وہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اُنھیں بحساب رزق دیا جائیگا
پہلے انھوں نے مجملاً نصیحت کی پھر مفصلاً بیان کیا کہ دنیا کو ترک کرو۔ کیونکہ تم نے آخرت
چھوڑکر اُسے پسند کرلیا ہے۔ یہی تمھیں تصدیق حضرت موسے علیہ السلام سے روکتی ہے۔ حالانکہ
دنیا چند روزہ مقام ہے۔ ؎

یقوم اتبعون ۔ اصل میں یقومی اتبعونی تھا ۔ متاع ۔ کل ما ینتفع به علی وجهٍ ما ھو متاع ۔ کما قال
فما متاع الحیاة الدنیا فی الاخرة الا قلیل ۔ ای فی جنب الاخرة (مفردات) متاع وہ چیز جس سے نفع
اٹھائیں (نصیر) اور متاع کی تنکیر و تنوین تقلیل پر دال ہے۔ کہ دنیا میں بہت تھوڑا فائدہ اٹھانا ہے۔ اور موت طبیعت کی
محبوب و مالوف چیزوں سے جدا کرتی ہے۔ اور جسقدر جسے زیادہ تعلق اُسے اسیقدر تکلیف و الم۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں ؎

غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود ٭٭٭	ز ہرچہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است

بیت

بباغِ دہر کہ بس تازہ روی وخوش بو ست	مباش غرہ کہ باخود خزاں زپے دارد
زماں زماں بچید بادِ نکبت وادبار	چہ رنگ و بو کہ نشانے زباغ نگذارد

یہاں کی تکلیف عین راحت ہے۔ عاشق کے دعوے کی صداقت کے لیئے تو یہی رنج ومصیبت گواہ ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں ؎

عشق چوں دعوے جفا دیدن گواہ	چوں گواہت نیست شد دعوے تباہ

آخرت چونکہ دائمی ہے وہیں کی تکلیف وراحت کا اعتبار ہے۔ اس لیئے پھر آخرت کی جزا وسزا کا ذکر فرمایا۔ اور جانبِ راحت کو ترجیح دی۔ پھر اُس مومن نے اسطرح تصریح کی کہ تم دوزخکی طرف داعی ہو۔ اور میں اس سے نجات پانیکا طریقہ بتاتا ہوں۔ چنانچہ فرمایا۔

وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ؕ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ اور اسے

لا جرم۔ قال ابن عباس بلے وقال الضحاک لاکذب وقال السدی وابن جریر حقا (ابن کثیر) اصل معناہ کما قالہ الزجاج لابد لکم فی الجرم ای الاثم۔ کانہ ادخلہ فی الاثم۔ ثم کثر استعمالہ حتے صار بمعنے لابد عند الفراء وبمنزلۃ حقا (خفاجی) لیس لہ دعوۃ۔ قال السدی لایجیب داعیہ (ابن کثیر) بسطرح فرمایا ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ۱۲

میری قوم میرکیا حال ہے کہ میں تمھیں نجات کی طرف بلاتا ہوں۔ اور تم مجھے دوزخ کی طرف
بلاتے ہو (یعنے) تم مجھے اس لئے بلاتے ہو کہ اللہ کے ساتھ کفر کروں اور اسکے ساتھ اسکو
شریک بناؤں کہ جسکا مجھے کچھ بھی علم نہیں ہے۔ اور میں تمھیں (خدائے) غالب گناہ بخشنے
والیکی طرف بلاتا ہوں ٹھیک بات یہ ہے کہ بیشک جسکی طرف تم مجھے بلاتے ہو نہ اُسے
دعا (قبول کرنیکا اختیار) دنیا میں ہے نہ آخرت میں۔ بیشک ہم سب کا رجوع اللہ کی طرف
ہے۔ اور بیشک حد سے گذر جانے والے وہی دوزخی ہیں۔ پس عنقریب یاد کروگے جو
میں تم سے کہتا ہوں۔ اور میں اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں اسلئے کہ اللہ بندوں کو
خوب دیکھتا ہے۔ اس مومن کی سچی نصیحت و توکل نے اُس قوم بدکار کے ضرر سے اُسے
بچالیا۔ اور انکا مکر انھیں پر لوٹ پڑا جسطرح ارشاد فرماتا ہے۔ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا
وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ
تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ پھر اللہ اُسے انکی بری تدبیروں سے
بچالیا۔ اور فرعون والوں کو برا عذاب گھیر لیا۔ (وہ دوزخ کی) آگ ہے جسپر وہ صبح شام حاضر

ادْخُلُوا مکی۔ بصری۔ شامی۔ شعبہ ثلاثی مجرد سے جسکا ہمزہ وصل میں گر جائیگا

لہ یعنے میں خدائے برحق کے سوا اور کسیکو خدا نہیں جانتا تو اس کے ساتھ دوسرے کو خدائی میں کیونکر شریک کرونگا۔ لہ نسبت دعا مفعول کی طرف ہے۔ کیونکہ کافر بت سے اپنی مرادیں مانگتے تھے تو یہاں اس سے دعا کی نفی مراد ہے کہ وہ اُن کا فرونکی دعا قبول نہیں کرسکتے۔ اب یا موصوف محذوف ہے یا مضاف۔ یعنے عدم استجابۃ دعوۃ۔ یا عدم دعوۃ مستجابۃ۔ غیر مستجاب دعا بمنزلہ عدم کے ہے (خفاجی) ۱۲

کئے جاتے ہیں۔ اور جسدن قیامت ہوگی۔ (حکم ہوگا) فرعون والوں کو بڑے سخت عذاب میں

داخل کرو۔ قبل قیامت جو عذاب ہوگا وہ عذاب قبر ہے اور بعد کا فردوزخ میں جائیں گے پھر

وہاں تابع و متبوع آپس میں جھگڑینگے جس طرح ارشاد ہے۔ وَاِذْ یَتَحَاجُّوْنَ فِی النَّارِ فَیَقُوْلُ

الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا فَھَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِیْبًا مِّنَ النَّارِ ۝ قَالَ

الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُلٌّ فِیْھَآ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ حَکَمَ بَیْنَ الْعِبَادِ ۝ اور (کافر) جب باہم آگ میں

جھگڑیں گے۔ پس ضعیف لوگ سرکشوں سے کہیں گے کہ بیشک ہم تو تمہارے تابع رہے۔ پس

کیا (اب) تم ہم سے کچھ حصہ آگ (کے عذاب) کا دفع کرسکتے ہو سرکش جواب دیں گے کہ بیشک ہم

سلہ اہل سنت اسی آیت سے عذاب قبر ثابت کرتے ہیں۔ اور احادیث صحیحہ میں بھی اسکا ثبوت ہے چنانچہ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے لوگ (دفن کرکے) پلٹتے ہیں تو وہ البتہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ دو فرشتے آکے اُسے بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو اس مرد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہتا ہے۔ پس مومن جواب دیگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ تو اس سے کہا جاتا ہے کہ تیری جگہ جو دوزخ میں تھی اللہ نے اس جگہ کے بدلہ میں جنت کی جگہ دی۔ تو اُن دونوں جگہوں کو دیکھتا ہے۔ اور منافق و کافر سے بھی اسیطرح سوال ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ لوگ جس طرح کہتے تھے میں بھی کہتا تھا۔ کہتے ہیں کہ نہ تو نے (حق) جانا اور نہ (اچھوں کی) پیروی کی۔ پھر اُسے سخت عذاب ہوتا ہے الخ (مشکوۃ) حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں عذاب قبر سے پناہ مانگتی ہوں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکو پوچھا تو فرمایا ہاں عذاب قبر برحق ہے۔ پھر اسکے بعد میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نماز پڑھتے تو اس کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگتے۔ (ابن کثیر از صحیح بخاری) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے جب کوئی مرتا ہے تو ہر روز صبح شام اسکے سامنے اسکا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اگر وہ اہل جنت سے ہے تو جنت کا اور اہل دوزخ سے ہے تو دوزخیوں کا مقام پیش ہوتا ہے۔ اور اس سے کہدیا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانا ہے۔ یہانتک کہ اللہ عزوجل تجکو قیامت کے روز اٹھائے (ابن کثیر از امام احمد و بخاری و مسلم) تبعًا۔ التبع محرکۃ التابع یکون واحدا و جمعا (قاموس) مغنون۔ دفع

(تم) سب دوزخ میں ہیں تحقیق اللہ بندوں کے درمیان میں فیصلہ کر چکا۔ یعنے ہر ایک کو
اُس کے استحقاق کے موافق عذاب دیا گیا ۔ پھر جو خود گرفتار ہو وہ دوسرے کو کسطرح
چھڑا سکتا ہے جب تابعدار اپنے سرداروں کی تقریر سے مایوس ہو جاویں گے۔ اور اپنی
دعا کی عدم قبولیت بھی معلوم کر لیں گے تو جہنم کے دربانوں سے جو فرشتے ہیں دعا کے طالب
آیت ۴۹ ہوں گے۔ وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝
اور جو لوگ آگ میں ہوں گے دوزخ کے دربانوں سے کہیں گے کہ تم اپنے پروردگار سے
عرض کرو کہ ہم سے کسی دن عذاب کی تخفیف کرے۔ فرشتے جواب دیں گے۔ قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ
آیت ۵۰ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا بَلَىٰ قَالُوا فَادْعُوا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۝
کہیں گے کہ کیا تمھارے پاس تمھارے رسول معجزے لیکر نہ آتے تھے۔ کہیں گے کہ ہاں (آتے
تھے۔ دربان) کہیں گے کہ تم ہی (خدا سے) عرض کرو۔ اور کافروں کی دعا محض بیکار ہے۔
یعنے جب تمھارے ہی اقرار سے تم پر الزام قایم ہو گیا تو اب ہم تمھارے لئے دعا نہیں کرتے۔
بلکہ تم سے بیزار ہیں۔ ہاں تم دعا کرتے ہو تو کرو۔ لیکن تمھارا دعا کرنا اور نہ کرنا برابر ہے۔ کیونکہ
تمھاری دعا محض بیکار ہے۔ نہ مستجاب ہوگی اور نہ مقبول۔ بلکہ اللہ تعالےٰ رسولوں کی اور مومنوں کی
آیت ۵۱ دنیا و آخرت میں مدد کرتا ہے۔ جسطرح ارشاد ہے۔ إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اغنانی کذا۔ واغنی عنه کذا اذا کفاه (مفردات) اغناء بے نیاز کردن (صراح)۔ لخزنة
جمع الخازن۔ الخزن حفظ الشئ فی الخزانة۔ ثم یعبر به عن کل حفظ۔ کحفظ السر ونحوه (مفردات)۔

تنفع
مکی، بصری
شامی تار
تانیث سے

فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْہَادُ ۝ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ الظّٰلِمِیْنَ مَعْذِرَتُھُمْ وَلَھُمُ اللَّعْنَۃُ

وَلَھُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝ بیشک ہم اپنے رسولونکی اور ایمان دارونکی دنیا کی زندگی میں مدد

کرتے ہیں اور اس دن (قیامت میں بھی) جب شاہد (گواہی دینے) کھڑے ہوں گے

جسدن کہ ظالموں کو انکا عذر کرنا نفع نہ دیگا اور انپر لعنت ہے۔ اور ان کے (رہنے کے) لئے

برا گھر ہے۔ یعنے اکثر انبیاء کرام علیہم السلام کو دنیا میں نصرت ہوی۔ اور بعضونکی مدد اُن کے

انتقال کے بعد یا اُن کے غایب میں اسطرح ہوی کہ اُن کے اعدا سے بدلہ لیا گیا۔ رسول اللہ[1]

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جس شخص نے میرے ولی سے دشمنی کی تو گویا

وہ مجھ سے کھلم کھلا لڑائی کے لئے تیار ہو گیا۔ اور یہ بھی حق تعالےٰ فرماتا ہے[2] کہ میں اپنے اولیا کا اسطرح

بدلہ لیتا ہوں جسطرح لڑائی میں شیر بدلہ لیتا ہے۔ اور قیامت میں تو تمام انبیاء اور مومنین

کی پوری طور سے مدد فرمائیگا۔ جو دنیا کی مدد سے زیادہ اور بڑھی چڑھی ہوگی۔ جب رسولونکی ۲

نصرت کا ذکر ہوا تو اب موسےٰ[3] کا خاص طور سے ذکر فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْھُدٰی ع

وَاَوْرَثْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْکِتٰبَ ھُدًی وَّذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ اور بیشک ہم نے موسےٰ ۵

کو ہدایت دی اور بنی اسرائیل کو کتاب (توریت) کا وارث بنایا۔ جو عقلمندوں کے لئے ہدایت

الاشہاد - قال مجاھد الملائکۃ (ابن کثیر) سوء الدار - ھی النار - قالہ السدی بئس المنزل والمقیل وقال ابن عباس رضی اللہ عنہما سوء العاقبۃ (ابن کثیر) [1] ابن کثیر از بخاری۔ [2] ابن کثیر۔ [3] سابق میں اُس مومن کا جو امت موسےٰ علیہ السلام سے تھا۔ ذکر کیا گیا ہے یہ اسکا تتمہ بھی ہو سکتا ہے ۔ ۱۲

ونصیحت ہے۔ موسے کو توریت کا عنایت ہونا اور فرعون پر غالب آنا جس طرح دوسری جائے
مذکور ہے یہ رسولوں کی نصرت کی بڑی دلیل ہے۔ اسی لئے سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو اسطرح
تسلی دیتاہے۔ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِکَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ بِالْعَشِیِّ
وَالْاِبْکَارِ پس (اے نبی) صبر کرو بیشک اللہ کا وعدہ سچاہے اور تم اپنے گناہ کی مغفرت چاہو
اور صبح و شام اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ (اسکی) تسبیح کرو۔ اللہ تعالے کا وعدہ یعنے
فتح مکہ اور اظہارِ اسلام ہو کر رہیگا۔ اور چونکہ ہر وقت آپکو ترقی تھی تو اس پچھلے مقام کے لحاظ سے
یا امت کے گناہوں کے لئے آپکو استغفار کا حکم دیا[ل] اور ہمیشہ اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید
کرنے کے لئے امر فرمایا اور چونکہ مخالفین ہمیشہ جھگڑا کیا کرتے تھے اس لئے ان سے اپنی پناہ لینے
کے لئے اسطرح ارشاد فرماتاہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰہِ بِغَیْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىہُمْ
اِنْ فِیْ صُدُوْرِہِمْ اِلَّا کِبْرٌ مَّا ہُمْ بِبَالِغِیْہِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ لَخَلْقُ

بالعشی۔ بالفتح و تشدید یا آخر روز (منتخب) الابکار۔ اول روز (منتخب) صبح و شام تسبیح کرنے کا حکم دوامِ تسبیح سے کنایہ ہے۔ [ل] یا یہ کہ آپکے قلبِ مبارک پر جو احکامِ بشریت طاری ہوتے تھے اس سے استغفار کا حکم ہے۔ یا یہ کہ اپنے وجود کیلئے استغفار کا حکم ہو۔ یعنے غفر ستر کو کہتے ہیں۔ تو اپنے وجود سے فنا ہونا طلب کیجے ؎ وجودک ذنبٌ لا یقاس بہ ذنبٌ قدیم کے ہوتے ہوسے حادث کا ہونا گناہ ہے۔ غرض حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس سے اعلے وارفع ہے کہ ہم زبان ہلا سکیں۔ ؎

ندانم کدامی سخن گومیت ؎		کہ بالاتری زانچہ من گومیت۔	

اِنْ۔ اسکے معنی مانافیہ کے ہیں۔ ببالغیہ۔ ضمیر کا مرجع کبر ہے بتقدیر مضاف۔ ای ماہم ببالغی مقتضی کبرہم وہو دفع الآیات۔ او ماہم ببالغی مقتضی ذلک الکبر وہو ما ارادوہ من الریاسۃ و النبوۃ (روح)

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ بیشک جو لوگ

اللہ کی آیتوں میں بغیر کسی سند کے جو انھیں پہونچی ہو جھگڑا کرتے ہیں اُن کے سینوں میں سوائے

تکبر کے کچھ نہیں ہے۔ (جسکا تقاضا انکار و گردانی و تحقیرِ حق ہے) وہ اس (مراد) کو کبھی پہونچنے والے

نہیں۔ پس تم (اے نبی) اللہ سے پناہ چاہو بیشک وہی سنتا اور دیکھتا ہے۔ البتہ آسمانوں

اور زمین کو پیدا کرنا آدمیوں کی (دوبارہ) پیدایش سے بہت بڑا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں

جانتے۔ یعنی حق کو باطل سے اور دلایلِ صحیح کو شبہاتِ فاسد سے رد کرتے ہیں۔ بلا دلیلِ نقلی

یہ سارے جھگڑے ہیں۔ اور اصل نزاع اس سبب سے ہے کہ اُن کے دلوں میں صرف نفسانیت

اور غرور بھرا ہے۔ جس سے وہ حق بات کی اتباع نہیں کرتے۔ بلکہ جو حق بات بیان کرے

اُسکی تحقیر و تذلیل۔ اور اپنی سرداری کے خواہاں ہیں۔ یہ بات اُنھیں کبھی نہ حاصل ہوگی

بلکہ حق بات والے ہی غالب اور وہ مغلوب و مخذول ہوں گے۔ اور اے نبی کریم تم اِن

لوگوں کے شر سے اللہ تعالےٰ کی پناہ لو۔ اس لئے کہ وہ سب کی باتوں کا سننے والا اور سب کے

کاموں کا دیکھنے والا ہے تو قیامت میں زندہ کرکے ہر ایک کو اسکا بدلا دیگا۔ اور یہ اعادہ مخلوقات

کوئی بڑا کام نہیں۔ جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا اُس کے پاس لوگوں کا ابتدا میں پیدا کرنا

یا قیامت میں اعادہ کونسی بڑی بات ہے۔ لیکن اکثر لوگ اپنی جہالت سے اس دلیل کو

لہ پہلی آیت میں کافروں کے جدال کا بیان تھا۔ چونکہ اکثر کافروں کا جدال بعث و حشر میں ہوتا تھا تو اللہ تعالےٰ نے اس آیت یعنے لخلق السموات الآیہ سے انھیں الزام دیا۔ ۱۲

نہ سوچتے اور نہ سمجھتے ہیں۔ تو بھیر سمجھدار اور بے سمجھ کسطرح ایکساں ہوں گے جس طرح ارشاد ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اندھا اور بینا برابر نہیں ہوسکتے

اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور نیک کام کیے (وہ) اور بدکار (برابر نہیں ہوسکتے) تم لوگ بہت

ہی کم غور کرتے ہو۔ بیشک قیامت ضرور آنیوالی ہے۔ اسمیں کچھ شک نہیں ہے۔ و لیکن اکثر

لوگ یقین نہیں کرتے یعنی جاہل و عالم اور صالح و طالح برابر نہیں ہوتے۔ لیکن یہ فرق اسی کو

معلوم ہوتا ہے جو سوچے سمجھے۔ اور اے قریش مکہ تم تو غور و فکر سے کام نہیں لیتے۔ ہاں جب قیامت

ہوگی اور اس کے ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔ تو یہ فرق تمیز ظاہر ہوجائیگا کہ جس طرح وہ دونوں

دنیا میں شہود و معرفت میں برابر نہیں تھے آخرت میں بھی درجہ و قربت میں برابر نہ ہوں گے

لیکن کافر قیامت کو بھی تو نہیں مانتے۔ حالانکہ قیامت میں وہی اپنی مراد کو پہنچیگا جس نے

دنیا میں عبادت و دعا اور تضرع و زاری کی۔ اسی لئے دعا و عبادت کا حکم فرماتا ہے۔ وَقَالَ

رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝

اور (لوگو!) تمھارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا مانگتے رہو میں تمھاری (دعا) قبول کرونگا

تتذکرون تاریخ۔ مکی۔ بصری۔ شامی۔ یا و غیب ہے۔ ۱

سیدخلون ع ۱۰ مکی۔ شعبہ۔ بصیغہ مجہول۔ ۱۱

قلیلا۔ صفت مصدر محذوف ہے۔ اے تذکرا قلیلا۔ اور ما تاکید معنی قلت کے لئے ہے۔ یا یہ کہ تذکر بالکل نہیں ہے۔ کیونکہ کبھی معدوم شے کو قلت سے تعبیر کرتے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں فلاں شخص قلیل الحیا ہے یعنے اسے شرم نہیں (روح) داخرین۔ اے اذلاء۔ یقال ادخرته فدخر ای اذللته فذل (مفردات) دخور خوار شدن از فتح۔ ادخار خوار کردن (صراح)۔

بیشک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں عنقریب وہ لوگ ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔ سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ "اے وہ بے نیاز جس نے تجھ سے زیادہ مانگا وہی تیرا زیادہ محبوب ہوا۔ اور جس نے تجھ سے طلب نہ کیا وہ تیرے دشمنوں میں محسوب ہوا۔ اے میرے پروردگار تیرے سوا کوئی بھی ایسا نہیں ہے"[1] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "دعا وہ عبادت ہے۔ پھر آپ نے وہی آیت پڑھی" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ تعالے سے نہیں مانگتا ہے اللہ تعالے اُس پر خفا ہوتا ہے" امام قشیری نے فرمایا کہ قبولیت کی کنجی دعا ہے۔ لیکن اس کنجی کا دندانہ لقمۂ حلال ہے۔ **جب** دعا کا بیان ہوا تو اب اُن نعمتوں کو بیان فرماتا ہے جو قبل سوال دیگئی ہیں۔ پھر جو اس سے کم نعمتیں ہیں کیا اُنھیں بعد سوال و دعا عنایت نہ فرمائیگا۔ اسمیں دعا کی ترغیب و تحریص ہے ؎

بر آستانِ ارادت کہ سر نہاد شبے	کہ لطفِ دوست بروئیش دریچہ نگشود

[1] ابن کثیر از ابن ابی حاتم۔ اور اسی معنی میں شاعر نے کہا ؎

اَللّٰہُ یَغْضِبُ اِنْ تَرَکْتَ سُوَالَہٗ	وَبَنِیْ اٰدَمَ حِیْنَ یُسْئَلُ یَغْضِبُ

[2] امام احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ وغیرہم (ابن کثیر) [3] امام احمد (ابن کثیر) محمد بن سعید سے روایت ہے کہ جب محمد بن سلمۂ انصاری نے وفات پائی تو ہم نے انکی تلوار کی میان میں ایک تحریر لکھی ہوی پائی کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ تمھارے رب کے لئے تمھارے زمانہ کے دنوں میں رحمت کے نفحات (ہوائے نسیم کے جھونکے) ہیں بس تمھیں چاہئے کہ ان کے سامنے آؤ۔ شاید کوئی دعا ایسی واقع ہو جسے رحمت کی ہوا لگ جائے کہ اُس کے سبب سے دعا کرنے والا ایسی سعادت کو پہونچ جائے کہ پھر اسکے بعد کبھی نقصان و خواری نہ ہو (ابن کثیر) ۱۲-

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَ
لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ○ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰی تُؤْفَكُوْنَ ○
كَذٰلِكَ یُؤْفَكُ الَّذِیْنَ كَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ○ اللہ وہ ہے جس نے تمھارے لیے رات
بنائی کہ تم اس میں آرام کرو۔ اور دن کو روشن (بنایا) اس لیے کہ اللہ لوگوں پر مہربان ہے
ولیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ (لوگو!) یہی اللہ تو تمھارا پروردگار ہے ہر چیز کا پیدا کرنیوالا
اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر تم کدھر پھرے جاتے ہو۔ جو لوگ خدا کی آیتوں کا انکار کرتے
ہیں وہ اسی طرح پھرے جاتے ہیں۔ اللہ تعالے کے تو یہ تصرفات کہ رات دن کا ہونا اسی کے
قبضہ تصرف میں۔ اور ہر شے کا پیدا کرنا اسی کے اختیار میں ہے پھر یہ کافر کسطرح اور کس وجہ سے
اُسکی عبادت چھوڑ اسکے غیر کی عبادت کی طرف پھرتے ہیں۔ ان سے پہلے جو کافر گذرے انہوں
نے بھی جہل وعناد سے اسیطرح کیا تھا یہ اُنھیں کے قدم بقدم چل رہے ہیں۔ اور کچھ بھی نہیں سوچتے
کہ آیات الٰہی کا انکار جو اسکی قدرت کے دلایل ہیں کسطرح ہو سکتا ہے۔ جس میں سے بعضے
دلایل آفاق کو جو انسان کے سوا ہیں یعنے احوال لیل ونہار کو بیان فرمایا اور اب یہاں زمین و
آسمان کا ذکر فرما کر پھر دلایل نفس یعنے احوال بدن انسان بیان فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ

مبصرا۔ والمبصرة المضيئة (مختار) تؤفكون۔ افكه اى قلبه وصرفه عن الشئ وبابه ضرب
(مختار) افک بالفتح مصدر دروغ گفتن وباز گردانیدن از چیزے و برگردانیدن چیزے (صراح) ۱۲۔

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ 40

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اللہ وہ ہے جس نے تمھارے لئے زمین کو ٹھیرنے کی جگہ اور آسمان

کو چھت بنایا۔ اور اسی نے تمھاری صورتیں بنائیں پھر اچھی صورتیں بنائی ہیں۔ اور تمھیں

پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا۔ یہی اللہ تمھارا پروردگار ہے۔ پس اللہ برتر ہے جو تمام جہان کا پروردگار

ہے وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس تم خالص اسی کے عبادت گذار ہو کر اسے

پکارو۔ ہر تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہان کا پروردگار ہے۔ انسان کی صورت کا حُسن

اس بات میں ہے کہ وہ آئینۂ جہاں نما ہے۔ سب عُلوی و سفلی حقایق۔ اور ظاہری و باطنی

دقایق کو جامع ہے۔ اور ذات و صفات کی معرفت کے انوار اسکی حقیقتِ جامعہ سے ظاہر

ہیں۔ رباعی

اے صورت تو آئینۂ سِرِّ وجود	روشن ز رخت پرتو آثارِ شہود
مجموعۂ ہر دو کون کس نیست چو تو	در مملکتِ صورت و معنے موجود

صائب نے انسانِ کامل کی تعریف میں لکھا۔ ۵

فتبٰرك۔ البركة ثبوت الخير الالهي في الشيء۔ والمبارك ما فيه ذلك الخير۔ وقوله فتبارك الله تنبيه على ما يفيضه علينا من نعمه (مفردات) تبارک بلند شدن و پاک گشتن و زیادہ شدن (منتخب) ۱۲۔

پیش تو سر بخاکِ مذلت نہادہ اند	با آں علوم و مرتبہ روحانیاں ہمہ

جب مساکن اور ساکن کا ذکر ہوا تھا تو بوقتِ سکونت جن شئے کی احتیاج ہوتی ہے اُسے بیان فرما کے بطور نتیجہ ارشاد فرمایا کہ وہی اللہ تعالے ہے جو تمام کمالات کا جامع اور تمہارا پروردگار و محسن ہے۔ وہ برتر و بزرگ اور پاک و منزہ تمام عالم کا پالنے والا ہے۔ وہی بالذات زندہ ہے۔ جسکا کوئی بھی نظیر و ہمسر نہیں۔ تو تم بھی اسکے ساتھ کسی طرح شرکِ جلی و خفی نہ کرو۔ وہ متصف بصفات جلال و عزت ہے۔ اسی لئے اسکی شانِ پاک میں کہا جاتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اب اس ادائے توحید کے بعد اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو غیر کی عبادت سے منع فرماتا ہے۔ قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ

الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ وَ اُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُیُوْخًا ۚ وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰی مِنْ قَبْلُ وَ لِتَبْلُغُوْۤا اَجَلًا مُّسَمًّی وَّ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

(اے نبی) کہدو کہ بیشک مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں انکی عبادت کروں جنکی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو جبکہ میرے پاس میرے پروردگار کی طرف سے دلیلیں آچکیں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ رب العالمین کا

شِیُوْخًا — مکی۔ ابن کثیر۔ شعبہ۔ حمزہ۔ کسائی کسیر شین سے۔

طفلا۔ توحید واسطے ارادۂ جنس کے ہے جو مقام جمع میں ہے۔ یا بتاویل یخرج کل واحد منکم حال کونہ طفلا۔ لتبلغوا اسمیں لام متعلق ساتھ محذوف کے ہے اور تقدیر اسکی ثم یبقیکم لتبلغوا اور اسیطرح ثم لتکونوا کے قبل مقدر ہے (بیضاوی)۔

اشدکم۔ ای قوتہ وھو مابین ثمانی عشرۃ سنۃ الی ثلاثین وھو واحد جاء علی بناء الجمع (مختار) شیوخا۔ جمع شیخ پیر خواجہ آنکہ سنِ پیری در وظاہر شود یا آنکہ از پنجاہ سال گذشتہ باشد یا بہشتاد رسیدہ یا بہ آخر عمر (منتخب) ۱۲۔

فرمانبردار رہوں ۔ وہی ہے جس نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر لوتھڑے سے پھر تمھیں

لڑکا بنا کر (رحم سے) نکالتا ہے پھر (پالتا ہے) تاکہ تم اپنی قوت کو پہونچو پھر (تمھیں زندہ رکھتا ہے) تاکہ

تم بوڑھے ہو جاؤ اور تم میں سے اُس سے پہلے ہی کسی (ذی روح) کو قبض کر لیا جاتا ہے[۱] اور (کسی کی موت

میں تاخیر ہوتی ہے) تاکہ تم وقتِ مقرر تک پہونچ جاؤ اور تاکہ تم سمجھو یعنے وہی تمھیں عدم سے وجود

میں لایا اور اُسی کے ہاتھ میں جلانا اور مارنا ہے ۔ بلکہ جو اُس نے چاہا وہی ہو کر رہا جس طرح ارشاد ہے

هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ فَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ۞ وہی ہے جو جلاتا اور مارتا

ہے پس جب وہ کسی کام کا حکم کرتا ہے تو اُس کے لئے فرما دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے جسکی

ایسی قدرت ہو اُس کے پاس اُن مشرکین کو جو حق بات کے ماننے میں جھگڑتے اور انکار کرتے

ہیں عذاب میں گرفتار کرنا کون مشکل کام ہے جیسطرح ارشاد ہے ۔ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ

فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ ۞ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۞

إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ ۞ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ۞ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ

[۱] یعنے بڑھاپے سے پہلے ہی اسکو اللہ تعالے وفات دیتا ہے خواہ ادھیڑ یا جوان یا صغیر اور کبھی وہ اپنی ماں کے پیٹ سے ہی گر جاتا ہے

کن مقارن مامور ہے ۔ نہ اس سے مقدم نہ موخر ۔ بلکہ قولِ کن کے ساتھ ہی مامور موجود ہو جاتا ہے ۔

فعلِ اعدا کہ عیب و علت نیست — متوقف ہیچ آلت نیست

از خشم لعنت کاف وطرۂ نون — ہر زماں شکلے آورد بیروں

یسحبون ۔ اصل السحب الجر کسحب الذیل والانسان علی الوجہ ۔ ومنہ السحاب اما لجرالریح ۔ او لجرہ الماء

(مفردات) سحب کشیدن ۔ (صراح) حمیم ۔ آب گرم (منتخب) یسجرون ۔ قال مجاہد یوقدبہم النار ۔ وقال

0-7 اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْئًا كَذٰلِكَ
-75 يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ۝
0-7 اُدْخُلُوْا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ (اے نبی) کیا تم نے انکی جانب
نہیں دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں وہ کہاں بہکے جاتے ہیں (یہ) وہ لوگ (ہیں)
جنھوں نے کتاب کو جھٹلایا اور اُس چیز کو جسے ہم نے اپنے رسولوں کے ذریعہ بھیجا۔ تو عنقریب
جان لیں گے۔ جب کہ انکی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہونگی (جس سے) وہ گھسیٹے جائینگے
(اور انھیں ڈالدیں) کھولتے ہوئے پانی میں۔ پھر آگ میں جلائے جائینگے۔ پھر اُن سے کہا جائیگا
کہ وہ کہاں ہیں جنھیں تم شریک ٹھیراتے تھے اللہ کے سوا۔ کہیں گے کہ وہ ہم سے گم ہوگئے بلکہ ہم
اس سے پہلے کسی چیز کی پرستش نہ کرتے تھے اسی طرح اللہ کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔ یہ اس سبب سے
ہے کہ تم زمین میں ناحق خوش ہوتے تھے اور اس لئے کہ تم اتراتے تھے۔ (اب) تم جہنم کے دروازو

(بقیہ صفحہ گذشتہ) یحرقون فی النار (ابن جریر) نحو وقودھا الناس والحجارۃ - والسجر تہییج النار یقال سجرت
التنور (مفردات) سجر التنور احماہ وبابہ نصر (مختار) سجر افروختہ گرم کردن تنور (منتخب) ضلوا - ای غابوا
وضاعوا وذھلوا فلم ینفعون - تمرحون - مرح کفرح اشر وبطر واختال ونشط وتبختر (قاموس)-
مرح بفتحتین وحار مہملہ بہت خوش ہونا تکبر کرنا۔ بگڑجانا۔ منتخب ولطائف سے (نصیر اللغات) لہ زنجیریں طوق سے ملی ہوئی
ہونگی۔ اور زنجیروں کے سرے فرشتوں کے ہاتھ میں ہوں گے جس سے انھیں کھینچکر عذاب کی طرف لیجائیں گے۔
لے یعنے بتوں کی عبادت سے انکار کریں گے اور جھوٹ کہیں گے۔ جس طرح انکا قول ایک او رجائے ہے۔ قالوا
واللہ ربنا ما کنا مشرکین - ۱۲

میں داخل ہو اس میں ہمیشہ رہنے کے لئے۔ تو تکبر کرنے والونکا (بہت ہی) بُرا ٹھکانا ہی یعنے
دوزخیوں کو دو قسم کا عذاب ہوگا۔ کبھی تو نہایت گرم پانی سے عذاب دیا جائیگا اور کبھی آگ سے۔
چونکہ جھگڑا کرنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی زبان درازی وغیرہ سے تکلیف دیتے تھے تو اللہ
اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی تکلیف پر صبر کا حکم فرماتا ہے۔ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ ۷۷
فَاِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّکَ فَاِلَیْنَا یُرْجَعُوْنَ ٥ پس (اے نبی) تم صبر کرو۔
بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ پس اگر ہم تمھیں کچھ وہ (عذاب) جسکا ہم ان کافروں سے وعدہ کرتے
ہیں (دنیا ہی میں) دکھلا دیں (تو بہتر ہے) یا تمھیں دنیا سے اٹھا لیں تو وہ ہماری طرف لوٹائے
جائینگے۔ یعنے اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم تھوڑے دن صبر کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھاری
نصرت و یاری کا جو وعدہ کیا ہے حق ہے یعنے لامحالہ ہونے والا ہے۔ اگر ہم تمھیں بعض اس عذاب
سے جسکا ہم ان کافروں سے وعدہ کرتے ہیں یعنے قتل و قید تمھاری زندگی میں دکھلا دیں
یا ہم تمھیں عذاب دیکھنے کے پہلے اٹھائیں بہرحال یہ کافر تو ہماری ہی طرف قیامت میں لوٹائے
جائینگے۔ اور ہم انھیں اُن کے اعمال کا بدلہ دیں گے۔ پھر انبیاء گذشتہ کا حال بیان فرماکے
آپکو تسلی دیتا ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکَ مِنْھُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْکَ وَمِنْھُمْ مَّنْ ۷۸
لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْکَ وَمَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰہِ

فاما۔ فان نرلنک اور ما زائدہ تاکید شرطیت کیلئے ہے (بیضاوی) امر اللہ۔ عذاب الٰہی۔ سلہ خبر محذوف ہے۔ یا یہ کہ اونتوفینک معطوف نرینک پر ہے۔ اور رجوع الی اللہ دونوں کی جزا ہے۔ معنے یہ ہوں گے کہ ہم انھیں قیامت میں ان کے اعمال کا بدلہ دیں گے۔ خواہ انھیں دنیا میں عذاب ہوا یا نہو۔ (نیشاپوری) ت ۔ ۱۲

قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ۝ اور بیشک (اے نبی) ہم نے تم سے پہلے بہت سے

پیغمبر بھیجے ان میں سے بعض تو ایسے ہیں جنکا حال ہم نے تم سے بیان کیا اور بعض انہیں سے

ایسے ہیں جنکا قصہ ہم نے تم سے بیان نہیں کیا۔ اور کسی نبی کو اختیار نہ تھا کہ وہ کوئی معجزہ بغیر

حکمِ خدا لے آئے پھر جب حکمِ الٰہی (یعنے عذاب) آیا تو انصاف سے فیصلہ کر دیا گیا اور اُس وقت

جھوٹے لوگ خراب ہوئے۔ سابق کے کافر سرکشی سے ایسے معجزے طلب کرتے تھے جن کے

اظہار کی حکمتِ الٰہی مقتضی نہ تھی کیونکہ عادتِ الٰہی اسطرح جاری ہوی ہے کہ جو قوم معجزاتِ مطلوبہ

دیکھکر بھی ایمان نہ لائے تو وہ ہلاک کر دیجائے اس لئے کفارِ قریش کو بھی اس بات سے ڈرایا ہے

کہ تم بھی کہیں نہ ہلاک ہو جاؤ۔ بعدِ وعیدِ شدید تفہیم کے لئے دلایل توحید اور اپنے انعامات بیان فرماتا

ہے۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا

عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝ اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے

چوپایوں کو پیدا کیا تاکہ تم اُن میں سے بعض پر سوار ہو اور بعض کو کھاؤ۔ اور (اسکے سوا بھی)

قضی بالحق۔ یعنے نجاتِ مسلمانان وہلاکِ کفار۔ ھنالک۔ فی ذٰلک الوقت۔ استعیر المکان للزمان۔
المبطلون۔ قال فی القاموس الباطل ضد الحق۔ وابطل جاء بالباطل فالمبطل صاحب الباطل و
المتمسک بہ۔ کمان الحق صاحب الحق والعامل بہ (روح) لہ ای عذابہ ونکالہ المحیط بالمکذبین۔ (ابن
کثیر) الانعام۔ تقال للابل والبقر والغنم (مفردات) والنعم واحد الانعام وھی المال الراعیۃ۔
والانعام یذکر ویؤنث قال اللہ تعالیٰ مما فی بطونہ وقال مما فی بطونھا۔ وجمع الجمع اناعیم (مختار)

لہ یعنے بعض ایسے جانور ہیں جو کھائے جاتے ہیں جیسے بکریاں اور بعض کھانے اور سواری کے کام آتے ہیں جیسے اونٹ

ان میں تمھارے لئے فائدے ہیں اور (انھیں اس لئے بھی پیدا کیا) تاکہ تم اُن پر (سوار ہوکر)
اپنی دلی مقصد تک پہونچو۔ اور تم چوپایوں اور (نیز) کشتیوں پر سوار کئے جاتے ہو۔ ان انعامات
81 کو بیان فرما کے کافروں کو زجر و توبیخ فرماتا ہے۔ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ تُنْكِرُونَ ۝ اللہ
تمھیں اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھاتا ہے۔ پس تم اللہ کی کون کونسی نشانیوں کا انکار کروگے پھر انھیں
82 انکے انکار کرکے اور زیادہ زجر و توبیخ فرماتا ہے۔ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝
83 فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝
84 فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا
85 رَأَوْا بَأْسَنَا سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ ۝ کیا انھوں نے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) گائے۔ بیل ان سب میں اور دوسرے فائدے بھی ہیں۔ جیسے دودھ، چمڑے اور ان کے بال جن سے اقسام کا لباس اور مختلف اشیا بنتی ہیں۔ لے یعنی اللہ تعالٰی نے ان جانوروں کو تمھارے تابع بنایا کہ جب چاہتے ہو اُن پر سوار ہوتے ہو اور اُن سے ایسے کام لیتے ہو جسکی آرزو تمھارے سینوں میں بھری ہوئی ہے۔ سے یعنی چوپایوں پر خشکی میں اور کشتیوں پر دریا میں خود بھی سوار ہوتے اور سامان بھی لاد کر لیجاتے ہو۔ وحاق۔ حاق به الشئ، احاط به وبابه باع (مختار) فلم يك۔ کثرت استعمال سے نون حذف ہوگیا۔ اصل میں فلم یکن تھا۔ سنت الله۔ ای من الله ذلك سنة ماضية في العباد۔ یہ مصدر مؤکد ہے جیسے وعد الله۔ صبغة الله۔ الکفرون۔ اس سے پہلے المبطلون فرمایا کیونکہ وہاں قضى بالحق تھا اور نقیض حق باطل ہے۔ یہاں ذکر فرمایا کہ ایمان یاس غیر مفید ہے اور ایمان کا نقیض کفر ہے اس لئے کافرون فرمایا۔

زمین میں سیر نہیں کی تاکہ دیکھتے کہ ان سے اگلے لوگوں کا کیسا انجام ہوا وہ ان سے زیادہ[1]
تھے اور قوت میں سخت تر تھے۔ اور ان نشانیوں میں (بھی) جو زمین میں (چھوڑ گئے)[2]
پس جو کچھ وہ کرتے تھے اُن کے کچھ کام نہ آیا۔ پھر جب اُن کے پاس اُن کے پیغمبر معجزے
لیکر آئے تو یہ لوگ جو علم اُن کے پاس[3] تھا اُسی پر خوش ہوے اور جس (عذاب)
کی ہنسی اُڑایا کرتے وہ اُن ہی پر آلٹ پڑا۔ پھر جب انھوں نے ہمارا عذاب دیکھا کہنے
لگے کہ ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور جسے ہم شریک ٹھیراتے تھے اُسکا انکار کرتے ہیں
پس جب انھوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو انکا ایمان لانا اُنھیں مفید نہوا۔ (بیشک)
اللہ کی (یہی) عادت ہے جو اس کے بندوں میں جاری رہی ہے۔ اور کافر اُس
موقع پر خراب ہوے ۔ مسلمان کو چاہئے کہ کافروں کا حال سنکر عبرت لے۔ اور وقت
جانے سے پہلے جو کچھ کرنا ہو کرلے کیونکہ وقت جاتا رہتا ہے تو سوائے حسرت وندامت کے
کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ اسوقت دوسرے لوگ اسکی حالت سے عبرت لیتے ہیں۔ ۵

پند گیر از مصائب دگراں	تا نہ گیرند دیگراں زتو پند

[1] یعنے شمار و مال و مرتبہ کے اعتبار سے زیادہ تھے۔ [2] یعنے جسطرح وہ لوگ دراز قد و قوی جثّہ تھے اسی طرح ان کے عمارات جو پہاڑوں کو کاٹ کر بنائے گئے تھے اور کنوین اور تالاب وغیرہ بھی نہایت مستحکم و مضبوط تھے۔ [3] علم سے مراد ان کے باطل عقیدے اور بیہودہ شبہ ہیں۔ جسطرح کہتے تھے کہ ہمارا حشر نہوگا یا ہمیں عذاب نہوگا۔ اور اسکا علم نام رکھنا ان کے خیال کے لحاظ سے ٹھٹھے کے طور پر ہے۔ یا علم فلسفہ۔ نجوم و صنایع ہے جس پر حکما ناز کرتے تھے۔ ۱۲

39- الزمر
40- المؤمن